

تک امن کی ہدایت ہے۔ قرآن جہاں امن و آشتی کا درس دیتا ہے۔ وہاں ضرورت محسوس ہونے پر اپنے دفاع کے لئے تشدد کی بھی صاف صاف اجازت دیتا ہے۔ یہ فیصلہ ہم پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ ہمیں کہاں امن و آشتی کا ہاتھ بڑھانا اور کہاں تشدد کا مقابلہ تشدد سے کرنا ہے۔“

کرنل قذافی اس سوال کا جواب دے رہے تھے۔ کہ اللہ کی رحیمی اور رحمانی صفت کے ساتھ ساتھ جنگ و جدال کے کیا معنی؟ قذافی ایمان و یقین سے معمور ہیں۔ مغربی پروپیگنڈہ میں اگر اربابی ذہنیت کے مریض نہیں کہ اسلام کی تفسیر میں تاویل اور معذرت کا انداز اختیار کریں۔ انہوں نے جہاد کی حقیقت سمجھائی اور جبری انداز میں کہا:

”ہم جب آزادی کی جنگ لڑتے ہیں تو صرف عربوں اور مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ ساری نوع انسان کے لئے سمجھ کر جہاد کرتے ہیں۔ خدا کا کلام قرآن حکیم سب کے لئے ایک سا پیغام اور ایک ہی ہدایت ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اس میں اور دوسری کتاب میں امتیاز ہی کیا ہو سکتا تھا؟ یہود کے لئے تورات یا عیسائیوں کے لئے انجیل تھی۔ مگر قرآن ساری نوع انسانی کے لئے نازل ہوا۔“

مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی بھائی اور فلسطین کی والہی کے بارہ میں اس سراپا عزیمت حکمران نے کہا:

”جی ہاں ہم ماضی کو واپس لاسکتے ہیں۔ اور لا کر رہیں گے۔ ہم ماضی کی یاد تازہ کریں گے۔ فلسطینیوں کو اپنے وطن میں واپس جانا اور یہودیوں کو کہیں اور سر چھپانا۔“

یہ ایک جھٹک ہے اس مرد مومن کے عزائم کی جس کے دم سے عربوں میں ایک نیا ولولہ اور تازگی پیدا ہو رہی ہے۔ اور جو ایسے مومنانہ جذبات اور عزائم کی وجہ سے آج دنیا بھر کے کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن بننا جا رہا ہے۔ کاش! ہمیں بھی کوئی قذافی میسر ہو جاتا جو اپنے جوش اور غیرت ایمانی سے نئی زندگی اور نئے جوش سے سرشار کر دیتا۔



ادھر کو ریا کا ثقافتی طائفہ آ رہا ہے۔ ادھر ترکی کے فن کار رخصت ہو رہے ہیں، ہر طرف سے طاغوتوں کی آمد اور ان طاغوتوں کے نیم عریاں رقص و سرود اور بھڑکتے ہوئے جسموں کی ایک دھوم۔ یہ کراچی سے خیبر تک پورا ملک ان کی زد میں ہے۔ فحاشی، سبے حیائی، عریانی اور اخلاق باختگی کا کوہِ نسا منورہ تھا۔ جو اس اسلامی مملکت کے ہر بڑے چھوٹے شہر اور اس کے سینماؤں اور کلبوں میں ان طاغوتوں یا طاغوتوں نے پیش نہ کیا ہو، نہ صرف کلبوں میں بلکہ بازاروں میں، سڑکوں میں، ہزاروں کے سلسلے میں شرفاء اور

حکام کے سامنے مردوں عورتوں بچوں کے سامنے وہ سب کچھ کیا گیا کہ شرافت اور حیا سر پیٹ کر رہ گئی۔ اور یہ سب کچھ انفرادی طور پر نہیں سرکاری اہتمام میں۔ جنہیں دیکھنے کی سعادت نہ مل سکی اخبارات اور پھر ٹیلی ویژن انہیں کب محروم رکھتے، وہ بھی محفوظ ہو گئے۔ بلکہ اس پر بس نہیں کی، یہ تعاقبی طائفے اپنی مجالس، انٹرویوز اور گفتگو میں ہماری مردہ غیرت پر محسوس بھی گئے۔ مردہ حمیت کو لائیں بھی ماریں مگر۔ یہ غیرت صغیر کی نیند اور بھی گہری ہوتی چلی گئی۔

ایک ٹرکس فنکار نے اپنے پاکستان آنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ”آپ لوگ ایک بہت بڑے طوفان (مشرقی پاکستان کی جدائی، کروڑوں کی غلامی، لاکھوں کی قید، رہے سہے ملک کی ذلت و پستی) سے گزر رہے ہیں۔ آپ رنجیدہ ہیں۔ ہم آپ کی تفریح طبع کا سامان مہیا کرنا چاہتے تھے۔“ مس نادیہ نے کہا کہ کلچر اور مذہب کے معاملہ میں ہندوستانی پاکستانیوں سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ (بس ایک آنچ کی کسر رہ گئی ہے، وہ بھی پوری ہو جائے گی۔) مس قندو پترہ نے کہا کہ مکمل عربیائی کو اپنا کہ ہم اخلاق درست کر سکتے ہیں۔ اس طائفہ کو اگر سچ بڑھتی تو یہاں کی مذہبی تنظیموں سے، اور چند حیا دار مسلمانوں سے، کہ وہ ہمیں ایسا کرنے نہیں دیتے۔ جو بقول ان کے خود کو اچھے مسلمان تو کہتے ہیں، مگر اچھے انسان نہیں کہتے۔ آگے بڑھے پتے کی بات کہی۔ کہ ہمارے ترقی پسند تو سن کر اچھل پڑیں۔ فرمایا خدا کرے آپ کے ہاں بھی کمال آتا ترک کے کارنامے کو دہرایا جائے۔

— جی ہاں! دہرایا جا رہا ہے۔ بہت کچھ دہرایا گیا۔ مگر ترکوں نے بھی اس صیہونی ایجنٹ دشمن اسلام دشمن و مغضوب کمال آتا ترک کے کارناموں کا مزہ چکھ لیا۔ اور پاکستان کا زخم تو ابھی ہرا ہے۔ کچھ کمی ہے تو وہ بھی بہت جلد پوری ہو کر رہے گی۔ ایک اور فنکار سٹرک کمال نے کہا کہ اسے لوگو اپنے ان نام نہاد مسلمانوں اور علماء کا محاسبہ کرو جو خلوت کدوں میں ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور اندرون ملک انتشار پھیلانے کے ساتھ باہر بھی ملک کی ساکھ کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔“ مس خجلہ کا تبصرہ تھا کہ پاکستانی جنسیات کے معاملے میں بڑے زبردست واقع ہوئے ہیں۔ یہ اور اس قسم کے بیشمار رکیک جملے، بے حیائی اور عیاشی کی رغبت اور غلاظت کے ہزار ہا ہزار نمونے آپ کو ان طائفوں کے صرف ایک انٹرویو میں مل سکتے ہیں۔ جو ماہناموں میں چھپے اور بکے اور اگر آپ کو ایسی باتوں پر اچنبھا ہے تو خدا اپنی سب سے بڑی نمائندہ مجلس قومی اسمبلی میں اگر اپنی منتخب سربراہ عفت خواتین کے ڈائلاگ اور تعادیر سن لیجئے یہی انداز بیان یہی استدلال یہی جرأت و زندانہ نظر نہ آئے تو جو رزٹش ہو کر سکتے ہیں۔ یہ اس قسم کی حالت ہے۔ جو آگ اور خون کے طوفان سے گزری نہیں بلکہ دن بدن ذلت، پستی، رسوائی اور تباہی کے گڑھوں میں دھنسی چلی جا رہی ہے۔ گردہ اپنا غم ایسے حیا باختہ پردگاروں میں محسوس کرنا چاہتی ہے۔ پس کیا اس سے بڑھ کر بھی کسی نصیحت اور عبرت کی ضرورت ہے۔ غلے من مدد کی۔